111841 - طلاق كى نيت سے شادى كرنا حرام ہے

سوال

طلاق كى نيت سے شادى كرنے كا حكم كيا ہے، كچھ عرصہ كے ليے ايك شخص مسافر ہو اور شادى كر لے تو اس كى نيت ميں ہو كہ جب واپس اپنے ملك جائےگا تو طلاق دے دے گا كيا ايسا كرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

كچھ علماء كرام طلاق كى نيت سے شادى كرنا باطل قرار ديتے ہيں، كيونكہ يہ وقتى شادى ہے اس ليے متع كے مشابہ ہوئى.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام كى بھى يہى رائے ہے ہم نے ان كا فتوى سوال نمبر (91962) كے جواب ميں نقل كيا ہے آپ اس كا مطالعہ كر سكتے ہيں.

اور كچھ علماء كرام كى رائے يہ ہے كہ يہ شادى صحيح ہے ليكن يہ حرام اس ليے ہے كہ اس ميں دھوكہ و فراڈ پايا جاتا ہے كيونكہ اگر عورت اور اس كے ولى كو اس كا علم ہو جائے كہ وہ شخص طلاق كى نيت سے شادى كر رہا ہے كہ كچھ ايام يا مہينے يا سال كے بعد اسے طلاق دے دے گا تو وہ اس شادى كى موافقت ہى نہيں كرينگے.

اس رائے كے حامل علماء ميں شيخ محمد بن عثيمين رحمہ اللہ شامل ہيں، ان سے دريافت كيا گيا:

ايك شخص كسى دوسرے ملك جانا چاہتا ہے كيونكہ اس كى ڈيوٹى وہاں لگى ہے اور وہ اپنى عفت و عصمت محفوظ ركھنے كے ليے كچھ عرصہ كے ليے شادى كرے اور بعد ميں طلاق دے دے ليكن بيوى كو نہ بتائے كہ وہ اسے طلاق دے دے گا تو اس شادى كا حكم كيا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" طلاق كى نيت سے اس نكاح كى دو حالتيں ہيں:

يا تو عقد نكاح ميں شرط ركھى گئى ہو كہ يہ نكاح ايك ماہ يا سال يا تعلم مكمل ہونے تك ہو گى، تو يہ نكاح متعہ كہلاتا ہے اور يہ حرام ہے.

يا پھر وہ اس كى نيت ركھتا ہے ليكن شرط نہيں لگاتا، تو اس ميں مسلك حنبلى ميں مشہور يہى ہے كہ ايسا كرنا حرام ہے اور يہ عقد نكاح فاسد ہو گا، كيونكہ يہ كہتے ہيں: جس چيز كى نيت كى گئى ہے وہ مشروط كى طرح ہى ہے، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" اعمال كا دارومدار نيتوں پر ہے، اور ہر شخص كے ليے وہى ہى جو اس نے نيت كى "

اور اس ليے كہ اگر كسى مرد نے كسى ايسى عورت سے شادى كى جس كو تين طلاق ہو چكى ہوں اور وہ اسے حلال كرنے كے ليے شادى كرے پھر اسے طلاق دے تو يہ نكاح فاسد ہو گا، اور اگرچہ اس ميں شرط نہ بھى ہو، كيونكہ نيت كردہ چيز مشروط كى طرح ہى ہے.

چنانچہ اگر نيت حلال كرنے كى ہو تو يہ نكاح فاسد ہو جائيگا، تو اسى طرح متع كى نيت بھى نكاح كو فاسد كر ديتى ہے حنابلہ كا قول يہى ہے.

اور اس مسئلہ ميں اہل علم كا دوسرا قول يہ ہے كہ:

اگر كسى شخص كى نيت ميں ہو كہ جب وہ يہ ملك چھوڑ كر جائيگا تو بيوى كو طلاق دے دے گا اس نيت سے شادى كرنا صحيح ہے، مثلا وہ لوگ جو تعليم وغيرہ كے ليے دوسرے ملك جاتے ہيں.

علماء كا كہنا ہے: اس ليے كہ اس نے شرط نہيں لگائى، اور اس نكاح اور نكاح متعہ ميں فرق يہ ہے كہ نكاح متعہ كى مدت جب ختم ہو جائے تو اس ميں عليحدگى ہو جاتى ہے چاہے خاوند چاہے يا انكار كرے، ليكن اس نكاح ميں ممكن ہے كہ جب خاوند اپنى بيوى ميں رغبت ركھتا ہو تو وہ اس كے پاس باقى رہے اور اسے وہ طلاق نہ دے، شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كا ايك قول يہى ہے.

اور ميرے نزديك يہ صحيح ہے متعہ نہيں كيونكہ اس پر متعہ كى تعريف لاگو نہيں ہوتى، ليكن يہ اس اعتبار سے حرام ہى كہ اس ميں بيوى اور اس كے خاندان والوں كے ليے دھوكہ و فراڈ پايا جاتا ہے.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے دھوكہ و فراڈ حرام كيا ہے، كيونكہ اگر بيوى كو يہ علم ہو جائے كہ يہ شخص تو اس سے صرف اتنى مدت كے ليے شادى كر رہا ہے تو وہ اس سے كبھى بھى شادى نہ كرے، اور اسى طرح عورت

کے خاندان والوں کو علم ہو جائے تو وہ بھی اس کی شادی نہ کریں.

اور اسی طرح وہ شخص خود بھی اس پر راضی نہیں ہو گا کہ اس کی بیٹی کی کسی ایسے شخص سے شادی ہو جس کی نیت میں ضرورت ختم ہونے کے بعد طلاق دینا ہو، تو پھر وہ اپنے لیے کس طرح اس معاملہ پر راضی ہو رہا ہے کہ اگر اس کے لیے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے تو وہ اپنے لیے اسے پسند نہ کرے یہ ایمان کے خلاف ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے اس وقت تك كوئی مومن ہی نہیں ہو سكتا جب تك وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے "

اور اس لیے کہ میں نے سنا ہے کچھ لوگوں نے اس قول کو ایسے معاملہ کے لیے ذریعہ اور وسیلہ بنا لیا ہے جو کسی بھی عالم دین نے نہیں کہا، وہ یہ کہ وہ دوسرے ملکوں میں صرف شادی کے لیے جاتے ہیں، وہ اس ملك میں شادی کے لیے جاتے ہیں اور پھر جتنا اللہ چاہے وہاں اس بیوی کے ساتھ رہتے ہیں جس کے متعلق ان کی نیت تھی کہ یہ شادی وقتی ہے، اور پھر واپس آ جاتے ہیں، اس مسئلہ میں یہ عظیم ممانعت ہے اور اس کا دروازہ بند کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں دھوکہ و فراڈ پایا جاتا ہے اور اس لیے بھی کہ اس طرح کا دروازہ کھول دے گا، کیونکہ لوگ جاہل ہیں اور اکثر لوگ کو خواہش اللہ کی حدود کی پامالی سے نہیں روکےگی " انتہی

دیکھیں: فتاوى المراۃ المسلمۃ (2 / 757 ـ 758).

اور فقہ اکیڈمی کا فیصلہ ہے:

" طلاق کی نیت سے شادی کرنا یہ ہے کہ: ایسی شادی جس میں نکاح کے ارکان اور شروط پائی جائیں اور خاوند کے دل میں متعین مدت کے بعد طلاق کی نیت ہو مثلا دس دن یا کوئی مجھول مدت ہو؛ مثلا تعلیم مکمل ہونے یا ضرورت پوری ہونے کی غرض سے جس کی بنا پر وہاں آیا ہے اس کے بعد طلاق دے گا.

نکاح کی یہ قسم باوجود اس کے کہ کچھ علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے لیکن فقہ اکیڈمی اس کی ممانعت کرتی ہے؛ کیونکہ یہ دھوکہ و فراڈ پر مبنی ہے، کیونکہ جب عورت کو یا اس کے ولی کو علم ہو جائے کہ اس کو طلاق دی جائیگی تو وہ کبھی بھی اس عقد نکاح کو قبول نہ کریں.

اور اس لیے بھی کہ یہ بہت ساری عظیم خرابیوں اور خطرناك قسم نقصانات کا باعث بنے گا جس سے مسلمانوں کی

شہرت خراب ہو گی.

اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے " انتہی

https://www.spa.gov.sa/353254

بہر حال طلاق کی نیت سے شادی کرنا حرام ہے، اور اس میں یہ تردد ہے کہ آیا یہ نکاح متعہ کی طرح اصل میں باطل ہے یا کہ دھوکہ و فراڈ کی بنا پر نکاح حرام ہو گا.

واللہ اعلم .